مطبوعات

ابن الحریری و مقاماتہ بزبان عربی | مؤلفہ ڈاکٹر محمد احمد صاحب پروفیسر عربی و فارسی الہ آباد یونیورسٹی۔
صفحات ۳۳۲ قیمت ۹ روپے۔ طباعت لیتھو۔ کاغذ و کتابت عمدہ۔

یہ کتاب جو فاضل مؤلف نے عباسی عہد کے مشہور ادیب و شاعر حریری (یا ابن حریری) کے متعلق لکھی ہے، دراصل ان کا وہ مقالہ ہے جسے انہوں نے ۱۹۵۳ء میں الہ آباد یونیورسٹی سے ڈاکٹریٹ کی سند حاصل کرنے کے لیے پیش کیا اور پھر ڈاکٹریٹ کی سند حاصل کی۔ اس لحاظ سے یہ اپنی نوعیت کی پہلی کتاب ہے، جس میں حریری اور اس کے مقامات کے متعلق ان تمام ضروری معلومات اور مباحث کو یکجا کر دیا گیا ہے جو اس سے قبل عربی انگریزی کی مختلف کتابوں میں بکھری ہوئی تو تھیں، لیکن کسی نے انہیں اب تک ایک جا جمع نہ کیا تھا۔ اس اعتبار سے فاضل مؤلف مبارک باد کے مستحق ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ انہوں نے یہ کتاب لکھ کر عربی ادب کی بڑی خدمت انجام دی ہے۔ مقام شکر ہے کہ بر عظیم ہند و پاکستان کی یونیورسٹیوں میں عربی کے ایسے پروفیسر بھی مل جاتے ہیں، جو واقعی عربی زبان میں لکھنے کا شوق بھی رکھتے ہیں اور استعداد بھی۔

کتاب کے شروع میں مولانا سید ابوالحسن علی ندوی صاحب کا مختصر مقدمہ ہے، جس میں انہوں نے مؤلف کی محنت کی داد دیتے ہوئے یہ تحریر فرمایا ہے کہ یہ کتاب گویا حریری کے متعلق ایک قسم کا انسائیکلوپیڈیا ہے۔ کتاب کی زبان کے متعلق مولانا نے اپنے مقدمہ میں کوئی رائے ظاہر نہیں فرمائی۔ چنانچہ ذیل میں ہم کتاب پر صرف اس پہلو سے تبصرہ کریں گے۔

کتاب کا زیادہ تر حصہ ان اقتباسات پر مشتمل ہے جو مؤلف نے مختلف عرب یا انگریز مصنفین کی کتابوں سے لے کر انہیں یکجا ترتیب دے دیا ہے۔ جہاں تک عرب مصنفین کے اقتباسات کا تعلق ہے ان کی صحت زبان میں کوئی شک نہیں کیا جا سکتا اور اگر بالفرض ان میں کوئی غلطی پائی بھی جائے تو اس کی ذمہ داری مؤلف پر نہیں ہے۔ لیکن کتاب کا جو حصہ مؤلف کی اپنی عبارتوں پر مشتمل ہے یا جس میں

مؤلف نے انگریزی کتابوں کی عبارتوں کا ترجمہ کیا ہے، ہمیں افسوس ہے کہ اس میں زبان کا وہ معیار نہیں ہے جو اس قسم کی خالص علمی اور تحقیقی کتاب کا ہونا چاہیے تھا۔ اس حصہ میں اکثر جگہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مؤلف سوچتے تو اردو میں ہیں اور لکھتے عربی میں ہیں بعض عبارتیں بالکل غیر واضح قسم کی ہیں، جن کو وہ لوگ تو سمجھ سکتے ہیں جو عربی کے ساتھ اردو بھی جانتے ہوں، لیکن ایک ٹھیٹھ عرب ذہن کے لیے ان کا سمجھنا شاید ممکن نہ ہو۔ اور جو عبارتیں قابل ہیں ان کی زبان کچھ ایسی بے جان قسم کی ہے کہ پڑھتے وقت کوئی لطف محسوس نہیں ہوتا۔ اس حصہ میں نحو و لغت کی غلطیاں بھی جابجا پائی جاتی ہیں۔ پوری کتاب کی غلطیوں کی نشاندہی کرنا ہمارے لیے نہ ممکن ہے اور نہ رسالہ کے صفحات میں اس کی گنجائش ہو سکتی ہے، تاہم کتاب کے جن مقامات کو ہم دیکھ سکے ہیں، ان میں ہمیں ذیل کی موٹی موٹی غلطیاں نظر آئیں۔

۱۔ یحیطہ (ص ۱۴) اس جگہ یحیط بہ ہونا چاہیے تھا۔

۲۔ بذلوا جھدھم الی تحسین الالفاظ (ص ۱۷) اس جگہ الی کے بجائے فی یا ل ہونا چاہیے تھا

۳۔ فاق علی الاقران (ص ۲۶) اس جگہ فاق کے ساتھ علی کا صلہ صحیح نہیں ہے۔

۴۔ اشتھر بالامتیاز علی معاصریہ (ص ۲۶) اس جگہ علی کے بجائے عن ہونا چاہیے تھا۔

۵۔ لم نتأثر منھا بشئ (ص ۳۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۹، ۲۰۸) ان تمام مقامات پر تأثر کے ساتھ من کا صلہ صحیح نہیں ہے۔ اس کے بجائے ب کا صلہ ہونا چاہیے تھا۔

۶۔ لیعتبر من الموت (ص ۴۰) اس جگہ من الموت کے بجائے بالموت ہونا چاہیے تھا۔

۷۔ فی البحث عن صیغتھا (ص ۸۰-۱۷۴) اس موقع پر بحث کے ساتھ عن کا استعمال اچھا معلوم نہیں دیتا۔ اس کے بجائے فی استعمال کرنا چاہیے تھا یا اس کو بغیر کسی صلہ کے بھی استعمال کیا جا سکتا ہے بحث کے ساتھ عن کا استعمال دوسرے معنی میں ہے۔

۸۔ لأن من الخطباء کان بعضھم یسجع (ص ۹۶) اس جگہ من الخطباء اور بعضھم کا اجتماع صحیح نہیں ہے۔

۹۔ جاء بھا بمکۃ (ص ۹۷) معلوم نہیں یہاں مکۃ کے ساتھ ب کا استعمال کیونکر صحیح ہو سکتا ہے

عام استعمال الی کا ہے اور ہمارے خیال میں یہی صحیح ہے۔

۱۰۔ فلما جاءالدولۃ الامویۃ ففیھا ایضا (ص ۹۹) فلما جاء الدولۃ العباسیۃ فلما اھتموا (ص ۱۰۰) ان دونوں جملوں میں لما کے جواب میں ففیھا اور فلما کا استعمال صحیح نہیں ہے۔ لما کے جواب میں فعل ہی آسکتا ہے اور وہ بھی فعل ماضی اور وہ بھی بغیر ف کے۔

۱۱۔ حینما ظلمت السلاجقۃ المغول علی عامۃ المسلمین (ص ۱۰۱) اس فقرے میں ظلم کے ساتھ علی کا استعمال ٹھیٹھ اردو ہے۔

۱۲۔ اما ادباء العرب لم یعتنوا بھا (ص ۱۰۱) اس جگہ لم کے ساتھ ف کا لانا ضروری تھا۔

۱۳۔ بحیث ان یکون (ص ۱۵۹) اس فقرے میں اَن کا استعمال صحیح نہیں ہے۔

۱۴۔ المسألۃ النحویۃ المتنازعۃ فیھا (ص ۱۶۱) اس جگہ المتنازعۃ فیھا غلط ہے، اس کے بجائے المتنازع فیھا ہونا چاہیے تھا۔

۱۵۔ فلیراجع الی ۔۔۔۔ (ص ۱۶۱) اس جگہ الی کا استعمال صحیح نہیں ہے۔

۱۶۔ شیئا مماثلا من المقامات (ص ۱۷۹) اس جگہ من المقامات کے بجائے للمقامات ہونا چاہیے تھا۔ من المقامات اردو ہو تو ہو، کم از کم عربی نہیں ہے۔

۱۷۔ اقتربنفسہ علی فصل البدیع (ص ۱۸۱) اس موقع پر اقتر کے ساتھ علی کا صلہ صحیح نہیں ہے۔ اس کے بجائے ب کا صلہ صحیح ہے۔

۱۸۔ ھو انکسارہ (ص ۱۸۱) اس موقع پر مؤلف نے انکسار کو تواضع کے معنوں میں (جیسا کہ وہ اردو میں استعمال ہوتا ہے)، استعمال کیا ہے۔ جو صحیح نہیں ہے۔

۱۹۔ افلیس ھذا بالعجب العجاب انہم (ص ۱۸۱) وھذا ایضا ظاھر انہ فی زمنہ (ص ۳۸) فھذا آداب کثیر من معلمی الاخلاق انہم (ص ۸۹) وھذا ایضا باھر ان الضاد (ص ۱۶۰) ولکن الذی اقول ھو ھذا انہما (ص ۱۹۷) ۔۔۔۔ ان جملوں میں ھذا و اِنَّ کا اجتماع سراسر اردو میں سوچنے کا نتیجہ ہے۔

۲۰- حتی ظنہا الناس أنہا (ص ۲۰۴) اس جگہ ظنہا اور انہا معلوم نہیں کیسے ایک ساتھ جمع ہو گئے

۲۱- لیعترف فضلہما (ص ۱۹۴) اس جگہ فضلہما کے بجائے لیفضلہما ہونا چاہیے تھا۔

۲۲- لکن الحق احق ان یقال أن . . . (ص ۲۰۳) یہ ترکیب کم ازکم ہماری سمجھ میں نہیں آئی۔ اس کے بجائے یہ ترکیب یوں ہو سکتی تھی: ولکن الحق والحق احق ان یقال ان . . . .

۲۳- والحق ان صاحب الفخری لما رأی . . . فقال (ص ۲۰۱) لما کے جواب میں ف کا استعمال صحیح نہیں ہے، جیسا کہ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں۔

۲۴- عملت علی قول من قال (ص ۱۵) اس موقع پر عمل کے ساتھ علی کا استعمال بالکل اردو انداز بیان ہے۔

۲۵- ولم یکن صاحب خد و خال وحسن وجمال (ص ۲۲) . . . . عربی میں خد و خال کا یہ استعمال کم ازکم ہمارے لیے اجنبی ہے۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ مؤلف اردو یا فارسی میں سوچتے سوچتے عربی میں یہ ترکیب استعمال کر گئے ہوں۔

۲۶- لغاتہ ومعاجمہ (ص ۹۵) . . . معاجم کے معنی میں لغات کا یہ استعمال بالکل اردو انداز بیان ہے۔

۲۷- حیاۃ العرب ومعاشرتہم (ص ۱۰۱) . . . معاشرت کا یہ استعمال بھی عربی کے لحاظ سے صحیح نہیں ہے۔

۲۸- وفی الموضوع حقہ مالم یسبقہ احد الی مثلہ (ص ۱۱۰) . . . . یہ ترکیب کم ازکم ہماری سمجھ میں نہیں آئی۔

۲۹- فی نیف وست مائۃ صفحۃ (ص ۱۱۱) . . . . نیف کا ست مائۃ صفحہ سے پہلے استعمال صحیح نہیں ہے، اسے آخر میں آنا چاہیے تھا۔

۳۰- محاورۃ اخطأ فیہا الحریری (ص ۱۵۳) . . . . محاورۃ کا یہ استعمال بالکل اردو ہے۔

علاوہ ازیں کتاب میں کتابت و املاء کی غلطیاں بھی پائی جاتی ہیں، جن میں سے بعض غلطیوں کی ہم

ذیل میں نشاندہی کرتے ہیں:-

۱۔ لانغماسہم (ص ۱۷) اس کا صحیح املا لانغماسہم ہے۔

۲۔ تزئینہا (ص ۱۷-۸۹) اس کا صحیح املا تزیینہا ہے۔

۳۔ المبصرئین (ص ۱۲-۲۳-۱۹۵) اس کا صحیح املا المبصرین ہے۔

۴۔ کما یدل قولہ (ص ۳۵)۔ غالباً اس جگہ یدل کے بعد علیہ کتابت سے رہ گیا۔

۵۔ وضوءہ (ص ۳۵) یہاں اس کا صحیح املا وضوءہ ہے۔

۶۔ باحکام الشرعیۃ (ص ۳۶) اس کا صحیح املا بالاحکام الشرعیۃ ہے۔

۷۔ جعفرابن برملہ (ص ۱۶۱) اس جگہ ابن میں الف کا املا صحیح نہیں ہے۔

۸۔ فرات (ص ۱۶۵) فرات کا املا ال کے بغیر صحیح نہیں ہے۔

۹۔ یصیح آرائہ (ص ۱۷۹) اس کا صحیح املا یصیح آراءہ ہے۔

یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ ساری کتاب میں (سوائے چند اقتباسات کے) کسی جگہ مشکل الفاظ کو ضبط کرنے کا اہتمام نہیں کیا گیا اور نہ علامات وقف دی گئی ہیں۔ حالانکہ اس قسم کی اہم کتاب میں ان دونوں چیزوں کا خاص اہتمام کرنا نہایت ضروری تھا۔ ان کے بغیر مؤلف کا اپنا کام تو بہر حال چل گیا، لیکن انہیں یہ اندازہ نہیں کہ کالجوں اور عربی مدرسوں کے طلبہ ان کے بغیر کتاب کے پڑھنے میں کتنی غلطیاں کریں گے اور کتنی دقت محسوس کریں گے۔ (م - ع - ح)